اقتصادِ اسلامی

قسط نمبر ۲

بلا سود بنکاری

ڈاکٹر ڈی۔ایم قریشی
ایڈوائزر اسلامک ڈویلپمنٹ بنک' جدہ

سودی معاشرہ کی برائیوں پر غور کرنے کے بعد اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا بلا سودی نظام بنکاری موجودہ وقت میں ممکن بھی ہے یا نہیں۔بلا سود نظام بنکاری مرتب کرنے کے لئے جدید بنکاروں' ماہرین اقتصادیات اور علماء دین کے مشترکہ غور و فکر اور محنت کی ضرورت ہے اب ہم اس نظام کا ایک مختصر لیکن کامل خاکہ پیش کرتے ہیں جو کہ طبقہ اول کی ذہنی الجھنوں کا مکمل جواب ہے۔دراصل ہر نئے نظام کا مرتب کرنا اور اس کا چلانا ابتدائی مراحل میں مشکل ہوتا ہے۔لیکن اگر صحیح جذبہ اور نیک نیتی سے کوشش کی جائے تو ضرور کامیابی ہوتی ہے۔ اگر ارادہ پختہ ہو تو بلا سود بنکاری بھی ایک قابل عمل حقیقت بن سکتی ہے۔

ایک اہم مفروضہ

بلا سود بنکاری نظام اس امر کا متقاضی ہے کہ معاشرہ اسلامی ہو اور حکومت قرآن و سنت کے مطابق کام کر رہی ہو۔اس کے تحت سودی لین دین قابل تعزیر جرم ہو۔ حاجت مند صارفین کے لئے اجتماعی کفالت کا معقول انتظام ہو اور سرمایہ کی ذخیرہ اندوزی کی محاصل (Taxes) کے ذریعے ہمت شکنی کیجائے گی۔

بلا سود نظام کی بنیاد

اسلامی معاشرہ میں بنکاری کا نظام اسی طرح چلایا جا سکتا ہے جس طرح آج کل ہے۔بنکوں کو قومی ملکیت میں لینے کی ضرورت نہ ہو گی جو خدمات بنک آج کل بعوض کمیشن یا فیس کے سرانجام دیتے ہیں' وہ اسی طرح جاری رہ سکتی ہیں کیونکہ اس میں سود کا عنصر موجود نہیں ہے۔ان خدمات میں امانتوں کا رکھنا' لاکرز (Lockers) کا مہیا کرنا' زیورات' کاغذات' دستاویزات' سندات اور دوسری چیزوں کی حفاظت کرنا' سفری چیک (Travellers Cheques)' بنک ڈرافٹ' خطوطِ القا (Letters of Credit) جاری کرنا شامل ہیں۔اسی طرح گاہکوں کی طرف سے خرید و فروخت' صنعتی کاروبار اور دیگر امور میں ماہرانہ مشورے دینا اور Clea[illegible]g Agents کے فرائض انجام دینا بھی سودی لین دین سے پاک ہے۔ چنانچہ بنکوں کے یہ تمام کاروبار غیر سودی نظام میں بھی جاری رہیں گے۔ بنکاری سے سود کے عنصر کو نکالنے کے لئے جس بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہو گی' وہ یہ ہے کہ بنک اپنا کاروبار سود کی بجائے شراکت یا مضاربت کے اصول پر انجام دیں گے۔ چنانچہ اگر ہم موجودہ بنکاری نظام کو شراکت یا مضاربت کے دائرہ میں رہ کر چلا سکیں تو وہ سود سے پاک اور اسلامی اصولوں کے مطابق ہو گا۔عام تجارتی بنک سے لے کر سنٹرل بنک تک' [illegible]مت کے مالی نظام سے لے کر قومی زری پالیسیوں تک' شراکت اور مضاربت کے اصولوں کے مطابق آزاد' خود مختار اور بلا سود معیشت کا قیام ممکن ہے۔

شراکت اور مضاربت کی عملی صورتیں

شراکت میں دو یا دو سے زائد فریق کاروبار شروع کرتے ہیں۔ نفع ایک طے شدہ نسبت کے مطابق تقسیم ہوتا ہے' لیکن نقصان لگائے گئے سرمایہ (Invested Mony) کی نسبت سے برداشت کرنا پڑتا ہے شراکت میں ہر حصہ دار اپنے حصے پر مالکانہ حقوق رکھتا ہے اور اس کو وہ اپنی مرضی کے مطابق فروخت کر سکتا ہے۔ اسلام کے مطابق معاہدہ شراکت ایک مدت معینہ کے لئے کیا جاتا ہے جس کے بعد وہ سرمایہ مع نفع یا نقصان' حصہ داروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ مضاربت میں سرمایہ ایک پارٹی یا مضاربت پر شامل کر سکتا ہے۔اس میں سرمایہ لگانے والا فریق کاروبار میں حصہ دار نہیں ہوتا

بلکہ کاروبار کے نفع میں ایک طے شدہ نسبت (جو شراکت کے مقابلہ میں کم ہوتی ہے) کا حقدار ہوتا ہے۔ لیکن شراکت اور مضاربت کے اسلامی اصول ہیں اور حکومت کے مجوزہ مالی نظام اور بلا سود بنکاری میں انہی کو مد نظر رکھا جائے گا۔

تجارتی بنک کی تشکیل

ہم پہلے ایک تجارتی بنک کی تشکیل کی اسلامی صورت پیش کریں گے اور اس کے بعد مرکزی بنک کے تحت مکمل بنکاری کا نقشہ پیش کیا جائے گا۔ موجودہ مالی نظام کے مختلف اہم عوامل مثلاً بچت (Saving) سرمایہ کاری (Capital Formation) زر کی رسد (Money Supply) اور اس کا کنٹرول اور دیگر مسائل زیر بحث آئیں گے۔ آخر میں حکومت کے مالیاتی نظام کو چلانے کے بارے میں طریق کار کا جائزہ لیا جائے گا۔

غیر سودی نظام میں تجارتی بنک بدستور قائم رہیں گے اور ان کی ذمہ داری محدود (Limited Liability) ہوگی۔ فرق صرف ان کے سرمایہ فراہم کرنے کے طریق کار میں ہوگا۔ تجارتی بنک حصہ داروں کے سرمایہ سے قائم ہوں گے۔ مزید سرمایہ عوام مضاربت یا قرض پر بنک کو دیں گے اور اس طریقہ سے بنک کا کل سرمایہ اکٹھا ہوگا یہ بنک وہ تمام خدمات (Services) جو فیس اور کمیشن کے عوض مضاربت یا شرکت کے اصول پر تجارت میں لگایا جائے گا اور عوام کو چھوٹی مدت کے قرضے بھی بلا سود فراہم کئے جائیں گے۔

جن طریقوں سے یہ تمام امور سرانجام دیئے جائیں گے ان کی تشریح حسب ذیل ہے:

(۱) مضاربت پر فراہمی سرمایہ

ایک تجارتی بنک حصہ داروں کے سرمایہ سے شروع کیا جائے گا۔ حصہ داروں کا مقام اور ان کے حقوق کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔ البتہ جو سرمایہ عوام بنک کو مضاربت کے اصول پر دیں گے' اس کی تشریح ضروری ہے۔

موجودہ نظام میں عوام اپنا سرمایہ بنک میں رکھتے ہیں تو بنک ان کو سود دیتا ہے۔ لیکن بلاسود بنکاری میں عوام کو سود کی بجائے مضاربت کی رعائیت ملے گی۔ بنک اپنا روپیہ آگے تجارتی کاموں میں مضاربت کے اصولوں پر لگائے گا۔ اس سے جو نفع حاصل ہوگا وہ بنک کے مجموعی نفع میں شامل کر دیا جائے گا اور مضاربت کھاتہ داروں ایک مقررہ مدت کے بعد ان کے سرمایوں کے حساب سے جس شرح پر بنک کو منافع ہوا ہے' اسی شرح پر نفع تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر بنک کو مجموعی طور پر نقصان ہوگا تو یہ نقصان مضاربت کھاتہ داروں کو اسی شرح کے مطابق برداشت کرنا پڑے گا۔ مضاربت کے طور پر رکھے ہوئے سرمایہ کو چیک کے ذریعے نہیں نکلوایا جاسکے گا اور نہ یہ رقوم چیک کے ذریعے سے دوسرے افراد کو منتقل کی جاسکیں گی۔ ان رقوم کو نکالنے کیلئے ایک مناسب عرصہ پہلے اطلاع دینی ہوگی' لیکن جب یہ نظام پوری طرح رائج ہو جائے گا تو بغیر پیشگی اطلاع کے بھی مضاربت کی کل رقم یا اس کا کوئی حصہ بنک سے نکلوانا ممکن ہو جائے گا۔ البتہ نفع یا نقصان کی شرح بہر حال ایک مقررہ مدت یعنی چھ ماہ یا ایک سال کے بعد ہی معلوم ہو سکے گی۔

مضاربت میں نفع اور نقصان کا تعین

مندرجہ بالا اصول مثال کے ذریعے بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ فرض کیا کہ ایک تجارتی بنک دس حصہ داروں (Share holders)' نے ایک ایک لاکھ کے سرمایہ سے شروع کیا۔ یعنی بنک کا اپنا سرمایہ دس لاکھ ہے' اور دس ہزار عوام نے ۵۰۰ روپے فی کس 'مضاربت کھاتے میں ۵۰ لاکھ روپے بنک میں رکھوائے۔ چنانچہ بنک کا کل سرمایہ ۶۰ لاکھ روپے ہوگیا۔ تقسیم نفع کی نسبت بنک اور مضاربت کھاتہ داروں میں اس طرح سے طے ہوئی کہ ۴/۱ حصہ بنک کو ملے گا اور ۴/۳ حصہ مضاربت داروں کا۔ تو اگر ۶۰ لاکھ روپے پر سال میں ۳ لاکھ روپے ہوا تو نفع کی شرح ۵ فیصد نکلی۔ جس میں معاہدہ کی رو سے 3.75 فیصد مضاربت کھاتہ داروں کو ملے گا اور 1.25 فیصد بنک (یا بنک کے حصہ داروں) کو ملے گا۔ چنانچہ ہر ۵۰۰ روپے کے مضاربت داروں کو 3.75 فیصد کے حساب سے 18.75 روپے منافع ملے گا۔ دس ہزار مضاربت کھاتہ داروں کا منافع 1,87,500=10,000X18.75 روپے بنا۔ بقایا 1,12,500 روپے بنک کا نفع ہوگا جو اس کے دس حصہ داروں میں حساب 11,250 روپے فی حصہ ان میں تقسیم ہوگا۔

لیکن نقصان چونکہ ہمیشہ سرمایوں پر ہوتا ہے' اس لیے بینک کو مجموعی طور پر نقصان کی صورت میں مضاربت کھاتہ داروں اور بنک حصہ داروں کو ایک ہی شرح سے نقصان

برداشت کرنا ہوگا۔ مثلاً اگر اوپر دی ہوئی صورت میں بنک کو ۵ فیصد نقصان ہو تو ہر ۵۰۰ روپے کے مضاربت کھاتہ دار کو ۲۵ روپے نقصان ہوگا۔ یعنی مدت معینہ کے بعد مضاربت کھاتہ دار کو ۴۷۵ روپے واپس ملیں گے اور ہر حصہ دار بنک ۹۵ ہزار روپے۔

چنانچہ مندرجۂ بالا مثال سے مضاربت کا اصول یہ واضح ہوا کہ نقصان کی صورت میں بنک کے حصہ داروں اور مضاربت کھاتہ داروں کو ایک ہی شرح سے نقصان ہوگا۔ لیکن نفع کی صورت میں بنک یا کاروباری پارٹی (جس نے اپنا سرمایہ بھی لگایا ہو) کی شرح نفع مضاربت کھاتہ داروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ اوپر دی ہوئی مثال میں مضاربت کھاتہ داروں کی شرح نفع **3.75** فیصد ہے۔ لیکن بنک کے حصہ داروں کی شرح نفع **1.25** فیصد بن جاتی ہے۔ (ہر ایک لاکھ کے حصہ دار کو ۱۱،۱۵۰ روپے ملتے ہیں) یہ فرق اس وجۂ سے ہے کہ حصہ داروں کو اپنے سرمایہ پر آنے والا بھی ملتا ہے۔ یہ انصاف کے مطابق ہے کیونکہ مضاربت پر روپیہ دینے والا صرف سرمایہ فراہم کرتا ہے، کاروبار یا بنکاری میں شریک نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی شرح نفع ایک ایسے شخص کی نسبت یا بنک کی نسبت جو سرمایہ لگا کر کاروبار کے چلنے کا بھی اہتمام کرتا ہے، یقیناً کم ہونی چاہئے۔

(۲) قرض پر فراہمی سرمایہ

مضاربت کے علاوہ بنک میں اپنا روپیہ قرض کی صورت میں بھی دے سکتے ہیں۔ سرمایہ کی اس [illegible] ہم قرض کھاتہ کہیں گے۔ ہو سکتا ہے کچھ [illegible] روپیہ مضاربت پر دینا پسند نہ کریں کیونکہ اس میں نقصان کا اندیشہ ہے، لیکن فالتو روپیہ اپنے پاس رکھنے کی بجائے بنک کو بطورِ قرض دے دیں، جس پر ان کو کوئی سود نہیں ملے گا لیکن قرض کی واپسی کی ضمانت ہو گی۔ اس ضمانت کی پشت پر مرکزی بنک اور حکومت بھی ہو گی تاکہ روپیہ بے کار گھروں میں نہ پڑا رہے بلکہ سوسائٹی کے کام آئے۔ اس ضمانت کے بعد قرض کھاتہ داروں کی بھی کمی نہ ہو گی۔ قرض کھاتہ کی ۵۰ فیصد رقم، بنک قومی کاروبار میں مضاربت یا شرکت کے اصول پر لگا کر نفع کما سکتا ہے لیکن اس نفع میں قرض کھاتہ داروں کا کوئی حق نہ ہوگا بلکہ یہ نفع تمام کا تمام بنک حصہ داروں کا حق ہے۔ کیونکہ قرض کی واپسی ان کی ذمہ داری ہے۔ لیکن نقصان کی صورت میں جو نقصان قرض کھاتہ کے سرمایہ پر ہو گا، وہ تمام کا تمام حصہ دار یا بنک برداشت کرے گا۔ یہ نقصان پہلے مضاربت کھاتہ داروں کا نفع و نقصان طے کرنے کے بعد ہو گا، کیونکہ مضاربت کھاتہ دار، قرض کھاتہ کے سرمایہ پر نقصان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ قرض کی واپسی، نفع اور نقصان اس قسم پر، صرف بنک (حصہ داروں) کی ذمہ داری ہے۔

بنک کا انتظام آج کل کی طرح بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ذمہ ہوگا اور بنک کا عملہ تنخواہ پر کام کرے گا۔ انتظامی ردوبدل سہولت کے مطابق کیا جا سکے گا۔

تجارتی بنک کے لئے سرمایہ کی فراہمی اور اس کے قیام کے بعد اب ہم اس چیز کی تشریح کریں گے کہ بنک اپنا سرمایہ بغیر سود کے کاروبار میں کس طرح لگائے گا اور نفع اور کامیابی کس طرح ممکن ہو گی۔

(۳) تجارتی بنک کا کاروبار

ایک بنک کے لئے نفع کمانے کی تین مدات **(Sources)** ہوں گی، جن میں وہ اپنا سرمایہ لگا سکے گا۔ اول حکومت کے جاری شدہ حصص میں (جس کی تفصیل آگے آئے گی) دوم شرکت کے اصول پر ملک کی صنعتی سرگرمی میں اور سوم مضاربت کے اصول پر کاروباری طبقہ کو سرمایہ فراہم کرنے میں۔

عوام کے ساتھ شرکت

شرکت کی صورت یہ ہو گی کہ بنک کاروباری فریق کے ساتھ اپنے سرمایہ کی بنا پر ایک حصہ دار کی حیثیت سے شریک ہوگا۔ شرکت کا معاہدہ ایک مدت معینہ کے لئے ہوگا۔ جس کے بعد سرمایہ مع نفع یا نقصان دونوں فریقوں میں (بنک اور کاروباری فریق میں) شرکت کے اصولوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ آج کل کاروبار ایک خاص مدت کے بعد ختم ہو جاتے بلکہ مسلسل نوعیت کے ہوتے ہیں۔ لیکن اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ حساب کتاب مقررہ مدت پر طے کرنے کے بعد شرکت کی صورت جاری رہ سکتی ہے۔ شرکت کے معاہدہ میں بنک کی ذمہ داری اس کے سرمایہ تک محدود ہو گی۔ نفع کی تقسیم مرضی اور حالات کے مطابق طے کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ کسی معینہ رقم کی صورت میں طے نہیں کی جا سکتی بلکہ فیصد یا نسبت کی صورت میں مقرر ہو گی۔ شرکت سے حاصل شدہ نفع بنک کے مجموعی منافع بنکاری میں شامل ہو جائے گا۔ اسی طرح خسارہ بھی مجموعی حسابات **(Accounts)** میں شامل ہوگا۔

عوام کے ساتھ مضاربت

شرکت کی صورت میں بنک کو کاروبار چلانے میں عملاً حصہ لینا ہوگا۔ اس لئے اس کو بنک کی طرف سے مناسب عملہ رکھنا ہوگا۔ بیشتر صورتوں میں بنک کا عملاً حصہ لینا مشکل ہو سکتا ہے' اس لئے بنک صرف کاروبار میں ہی سرمایہ لگانے پر اکتفا کر سکتا ہے۔ یہ صورت مضاربت کی ہو گی۔ اس میں اگرچہ بنک کاروبار میں مداخلت کا مجاز نہ ہوگا لیکن کاروباری فیصلوں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے اور حسابات کی تفاصیل معلوم کرنے کا حق دار ہوگا' اور بنک کو یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ وہ سرمایہ کی مناسب نگرانی کرے اکہ کاروبار میں نقصان کے امکانات پیدا نہ ہوں بلکہ مضاربت پر سرمایہ لگانے سے پہلے کاروباری فریق کے ساتھ مناسب معاہدہ بھی کر سکتا ہے' اور اس کی خلاف ورزی کی صورت میں معاہدہ فسخ بھی ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی صورتوں کو نمٹانے کے لئے مناسب مشینری' ایک ٹریبونل کی شکل میں قائم کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بنک' کاروباری فریق سے ضمانت بھی طلب کر سکتا ہے۔ غرضیکہ انتظامی پہلو سے ہر مناسب احتیاط اور کارروائی کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا' اس کو وقتی ضروریات و حالات کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔

نفع و نقصان کی تقسیم

آج کل کے کاروبار کی صورت اتنی سادہ نہیں کہ کاروبار صرف ایک فریق اور بنک کے فراہم شدہ سرمایہ سے چلایا جا سکے' بلکہ اس میں بہت سی صورتیں ممکن ہیں لیکن اس سے مجوزہ نظام کے چلانے میں کوئی قباحت واقع نہیں ہو گی۔ مثلاً ایک کاروباری فریق اپنے سرمایہ کے بغیر بنک سے مضاربت پر سرمایہ لے کر کاروبار کر سکتا ہے۔ چوتھی صورت میں اپنے اور قرض کے سرمایہ کے علاوہ اس کے چند شریک یعنی حصہ دار بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ ان سب صورتوں میں بنک کا مضاربتی سرمایہ لگ سکتا ہے اور نفع اور نقصان کی تقسیم مضاربت کے اسلامی کے تحت طے ہو سکتی ہے۔

مضاربت کی مثالیں

مناسب ہوگا اگر ان تمام صورتوں میں نفع اور نقصان کی تقسیم کی تشریح چند مثالوں کے ذریعے کر دی جائے تاکہ مضاربت کے قابل عمل ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

پہلی صورت یہ ہے کہ ایک کاروباری فریق صرف بنک کے سرمایہ سے کام کرے۔ فرض کیا کہ اس نے بنک سے ایک لاکھ سرمایہ مضاربت پر لیا۔ اگر نفع ۱۰ ہزار روپے ہوتا ہے تو نصف کاروباری فریق کو ملے گا اور نصف بنک کو اور مضاربت کا سرمایہ بنک کو واپس مل جائے گا۔ لیکن اگر دس ہزار نقصان ہو تو یہ تمام نقصان بنک (سرمایہ لگانے والے) کو برداشت کرنا پڑے گا یعنی معینہ مدت کے بعد بنک کو ۹۰ ہزار روپے واپس مل جائے گا۔ کاروباری فریق کا نقصان یہ ہوگا کہ اس کی محنت کا کچھ حصہ نہیں ملے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کاروباری فریق کا ایک لاکھ روپیہ ذاتی ہے اور ایک لاکھ مضاربت پر بنک سے حاصل کیا ہے۔ اگر نفع ۲۰ ہزار روپیہ ہو تو برابر کے سرمایہ کی بنا پر دس ہزار نفع فریق کے سرمایہ کا حصہ ہوگا۔ بقایا دس ہزار بنک اور فریق میں نصف نصف تقسیم ہوگا۔ یعنی ۵ ہزار بنک کو اور ۵ ہزار کاروباری فریق کو۔ اس طرح سے ۲۰ ہزار کے منافع میں سے ۱۵ ہزار کاروباری فریق کا حصہ ہوگا اور ۵ ہزار بنک کا۔ اس تقسیم کی معقولیت ذرا سے غور سے واضح ہو جائے گی۔ ۲۰ ہزار خسارہ کی صورت میں نقصان برابر سرمایوں کے لحاظ سے برداشت کرنا ہوگا' یعنی ۱۰ ہزار کاروباری فریق کو' ۱۰ ہزار بنک کو' اصول یہ ہے کہ نقصان سرمایوں کی نسبت سے تقسیم کیا جائے۔

تیسری صورت میں کاروباری فریق نے ایک لاکھ روپیہ قرض (بلا سود) لے کر لگایا اور ایک لاکھ بنک سے مضاربت پر لے لیا۔ اس صورت میں قرض کا سرمایہ کاروباری فریق کے اپنے سرمایہ کے مترادف ہے۔ نفع کی صورت میں تقسیم دوسری صورت کے مطابق ہی ہوگی۔ یعنی ۱۵ ہزار کاروباری فریق کا اور ۵ ہزار بنک کا۔ لیکن نقصان کی صورت میں نصف کاروباری فریق کا حصہ اور نصف بنک کا۔ چونکہ کاروباری فریق کا سرمایہ' ذاتی قرض کا تھا اس لئے اس سرمایہ پر وہ نقصان خود برداشت کرے گا اور قرض کی واپسی کا ہر حال میں خود ذمہ دار ہوگا۔

چوتھی صورت ذرا پیچیدہ ہے۔ اس صورت میں کاروباری فریق کا اپنا سرمایہ ایک لاکھ ہے۔ ایک لاکھ اس نے کسی دوست سے مضاربت پر لیا ہے اور ایک لاکھ بنک سے مضاربت پر لیا ہے یعنی کاروبار ۳ لاکھ کے سرمایہ سے شروع کیا گیا ہے۔ فرض کریں' مدت معینہ کے بعد ۳۰ ہزار روپیہ نفع ہوتا ہے' جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک لاکھ پر دس ہزار روپے

نفع ہوا ہے۔ کاروباری فریق کے ایک لاکھ سرمایہ کے عوض دس ہزار تو اس کے حصے میں اپنے سرمایہ کی وجہ سے آئیں گے۔ اس کے علاوہ دوست کے سرمایہ پر منافع کا نصف بھی اس کو ملے گا اور بنک کے نفع سے بھی نصف ملے۔ یعنی پانچ پانچ ہزار دوست اور بنک کا مضاربت پر استعمال کئے ہوئے سرمایہ سے ملے گا۔ دوست اور بنک کو ایک ایک لاکھ سرمایہ پر پانچ پانچ ہزار روپے نفع ملے گا۔ ۳۰ ہزار خسارہ کی صورت میں دس دس ہزار نقصان فریق' دوست اور بنک کو برداشت کرنا ہوگا۔

پانچویں یہ ہو سکتی ہے کہ ایک کاروباری آدمی کا اپنا تو کوئی سرمایہ نہ ہو بلکہ اس نے شرکت پر ایک لاکھ روپیہ دوست سے لے لیا اور نفع میں برابر تقسیم کا معاہدہ کیا۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ روپیہ بنک سے مضاربت پر لیا اور نفع برابر تقسیم کرنے کا معاہدہ کیا۔ چنانچہ اگر اس کاروبار میں دو لاکھ سرمایہ ۲۰ ہزار نفع ہو تو سرمایہ کے لحاظ سے ۱۰ ہزار کاروباری فریق کے شریک کو ملیں گے' کیونکہ اس کا سرمایہ شرکت کے اصول پر تھا۔ بقایا ۱۰ ہزار میں سے ۵ ہزار بنک کو جائیں گے' کیونکہ یہ سرمایہ مضاربت پر تھا اور ۵ ہزار کاروباری فریق کو ملیں گے جس نے عملی طور پر کاروبار چلایا۔ اگر اس کاروبار میں ۲۰ ہزار کا نقصان ہوتا تو ۱۰ ہزار بنک کے ذمہ آئیں گے اور ۱۰ ہزار سرمایہ لگانے والے شریک دوست کے۔ کاروباری آدمی کو اپنی جدوجہد کا کوئی معاوضہ نہیں ملے گا' مگر مالی طور پر کوئی نقصان برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔

دراصل شرکت اور مضاربت کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یہاں صرف چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ شرکت اور مضاربت میں نفع کی نسبت پارٹیوں کی مرضی کے مطابق طے کی جا سکتی ہے۔ اس پر اصولاً کوئی خاص پابندی نہیں ہے' لیکن نقصان ہمیشہ سرمایہ پر واقع ہوگا۔ جب کہ محنت کرنے والے کی محنت بیکار جائے گی اور اسے سرمایہ کے نقصان میں اپنی طرف سے حصہ نہیں ڈالنا ہوگا۔ ان حدود کے اندر رہ کر' شرکت اور مضاربت کے معاہدے کاروباری پارٹیوں میں آپس میں اور بنک کے ساتھ جس طرح حالات اجازت دیں' کئے جا سکتے ہیں۔

(۴) تجارتی بنکاری نظام

مجموعی طور پر تجارتی بنکوں کی یہ صورت ہوگی کہ بنک حصہ داروں کے سرمایہ سے شروع کئے جائیں گے۔ عوام ان میں مضاربت کے اصول پر رقوم جمع کرائیں گے۔ اس کے علاوہ جو لوگ مضاربت پر روپیہ نہ دینا چاہیں' وہ بھی بنک میں رقوم رکھ سکیں گے اور یہ بنک کے ذمہ بغیر سود کے قرضہ کے طور پر رکھی جائیں گی۔ یہ قرض کھاتہ آج کل کے کرنٹ اکاؤنٹ کے مترادف ہوگا۔ بنک اس طرح سے فراہم شدہ سرمایہ کو کاروبار میں استعمال کرے گا' لیکن قرض کھاتہ داروں اور مضاربت کھاتہ داروں کے مطالبات اور روزمرہ کے دوسرے اخراجات کے لئے رقوم محفوظ (Reserve) رکھنے کے بعد بنک کاروباری فریقوں کو مضاربات کے اصول پر سرمایہ فراہم کرے گا۔ کمپنیوں کے حصص خریدے گا اور سرمایہ تقسیم کیا جائے گا اور نفع کی فیصد معلوم کی جائے گی۔ مضاربت کھاتہ داروں کو اس شرح کے بعد بچے گا' حصہ دارانِ بنک میں ان کے سرمایوں کی نسبت سے تقسیم کر دیا جائے گا۔ اگر بنک کو اپنے کاروبار میں بحیثیت مجموعی خسارہ ہو تو کل خسارہ کل سرمایہ پر تقسیم کر کے خسارہ فیصد معلوم کیا جائے گا اور پھر ہر کھاتہ دار اور حصہ دار کے سرمایہ میں اس فیصد نقصان کے مطابق' کمی کا اعلان کر دیا جائے گا۔ قرض کھاتہ داروں کا سرمایہ بنک کے ذمہ امانت ہے اور وہ مدتِ معینہ کے بعد بہر صورت قرض کھاتہ داروں کو واپس کیا جائے گا۔

مندرجہ بالا نظام کے چلانے میں جدید انتظامی تدابیر اور طریق کار استعمال کیا جا سکتا ہے' بلکہ ضروری ہوگا۔

(۵) غیر سودی قرضہ جات

بلا سود بنکاری میں' یہ تمام تجارتی بنکوں کے فرائض میں شامل ہوگا کہ وہ جہاں غیر سودی سرمایہ حاصل کریں' وہاں غیر سودی قرضہ جات بھی عوام اور کاروباری پارٹیوں کو دیں۔ تجویز کردہ نظام میں مرکزی بنک بھی غیر سودی قرضہ تجارتی بنکوں کو فراہم کرے گا۔ اس کی مفصل بحث مرکزی بنک کے تحت آئے گی۔ جو سرمایہ بنک کو بلا سود ملے گا' اس کے انتظام کا عملی طریقہ یہ ہوگا کہ کل قرضہ پر حاصل کئے گئے سرمایہ کا ۱۰ فیصد قرض کھاتہ داروں کے مطالبات پورا کرنے کے لئے' بنک محفوظ (Reserve) رکھے گا اور ۴۰ فیصد نفع آور کاموں میں لگائے گا اور بقایا ۵۰ فیصد غیر سودی قرضہ دینے کے لئے مخصوص کرے گا۔ چونکہ قرض کی واپسی اسلامی احکام کے تحت اولین فرائض میں داخل ہے اس لئے نئے بنکاری

نظام میں رقم ڈوبنے کا کوئی احتمال نہیں ہو گا۔ تجارتی بنک جو بلا سود قرضہ مرکزی بنک سے حاصل کریں گے' اس کے لئے بھی قرضہ کی واپسی ضروری ہے۔ اگر کوئی تجارتی بنک بلا سود قرضہ عوام کو فراہم نہیں کرے گا تو اس کو مرکزی بنک سے بلا سود قرضہ نہیں ملے گا۔ بلکہ مرکزی بنک کے قرضہ کی فراہمی کی حد' تجارتی بنک کے بلا سود دیئے ہوئے قرض پر منحصر ہو گی۔

بلا سود قرض ' کاروباری طبقہ کو چھوٹی مدت کے لئے دیئے جائیں گے تاکہ وہ اپنی کاروباری ضرورت کو چھ یا آٹھ ہفتہ تک پوری کر سکیں۔ اس کے علاوہ عوام کو بھی (Over Draft) کی صورت میں بلا سود قرضہ جات مہیا کئے جائیں گے۔ **Over Draft** کا طریقہ کار اور واپسی آج کل کی طرح ہو گی' فرق صرف یہ ہو گا کہ سود نہیں لیا جائے گا۔ ایک خاص مقدار سے اوپر' قرضہ جات کے مقابلہ میں ضمانت کا طریقہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

بلا سود قرضہ جات کے نظام میں بلا شبہ ایسے قرضے بھی ہوں گے جو وصول نہ ہو سکیں۔ اسلام کی رو سے ایسے قرضہ جات کی ادائیگی حکومت اور معاشرہ کا فرض ہے۔ یہ زکوٰۃ سے ادا کئے جا سکتے ہیں یا حکومت کے ایک مخصوص فنڈ سے۔ اس کا طریقہ کار مرکزی بنک وضع کرے گا اور اس کی تسلی کے بعد ہی ادائیگی عمل میں آئے گی۔ ایک اسلامی معاشرہ میں اس قسم کے قرضہ جات کی رقم زیادہ نہیں ہو سکتی۔

ز[illegible] خرچ کا معاملہ جو بنک کو غیر سودی قرضوں کے حساب کتاب رکھنے یا دکھانے کے سلسلے میں کرنا ہو گا تو چونکہ بنک کل قرضہ کھاتہ کے ۴۰ فیصد کو نفع آور کاموں میں لگا کر نفع کمائے گا تو یہ اخراجات اس نفع سے نکالے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ قرض لینے والوں سے ان اخراجات کے مطابق ایک فیس بھی لی جا سکتی ہے۔

غیر سودی قرضہ جات کی فراہمی میں ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان قرضوں کی طلب (Demand) اور رسد (Supply) میں توازن کیسے پیدا کیا جائے گا۔ کیونکہ طلب زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ یہ توازن مرکزی بنک کی ہدایت (Direction) اور کنٹرول سے قائم رکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر ایک وقت تجارتی بنک اپنے قرض کھاتہ کے سرمایہ کے **۵۰ فیصد** غیر سودی قرضہ کے لئے مخصوص کر رہے ہوں اور مرکزی بنک یہ محسوس کرے کہ طلب بڑھ گئی ہے تو وہ تجارتی بنک کو ہدایت کرے گا کہ وہ بجائے ۵۰ کے ۴۰ فیصد تک قرض دیں۔ اس طرح بلا سود قرض کی رسد میں کمی آ جائے گی۔ طویل المیعاد (Long Term) اور قلیل المیعاد (Short Term) قرضوں میں ہمیشہ ایک نسبت ہوتی ہے۔ مرکزی بنک اس نسبت سے طلب کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مجوزہ بنکاری کے بعد یہ تمام تفصیلات اور مسائل سامنے آتے جائیں گے اور ان کی روشنی میں ضروری ردوبدل کیا جا سکے گا۔

یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہمارے اہم مفروضہ کے مطابق اسلامی معاشرہ میں کفالت (Subsistence) کی ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔ اس لئے کسی فرد کو روزمرہ کی عام ضروریات پورا کرنے کے لئے ذاتی قرض اٹھانے کی ضرورت پیش آنے کا امکان بہت کم ہے۔

(۶) تجارتی ہنڈیاں

موجودہ نظام میں بل آف ایکسچینج کا ڈسکاؤنٹ (Discount) کرنا سود لینے کے مترادف ہے۔ مجوزہ نظام میں اس کو بھی آسانی سے بدلا جا سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہو تا کہ بنک ہنڈی پر درج شدہ پوری رقم بغیر **Discount** کے اس کے مالک کو ادا کر دے گا۔ یہ رقم ہنڈی کے عرصہ کے لئے بلا سود قرض تصور ہو گی۔ مدت مقررہ کے بعد ہنڈی کیش کرا لی جائے گی۔ اگر ہنڈی کیش نہ ہو سکے تو ہنڈی بیچنے والے سے رقم وصول کی جائے گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہنڈی لکھنے کی بجائے بنک سے مضاربت پر قرضہ لے لیا جائے اور جب مال فروخت ہو جائے تو بنک کو دیا ہوا سرمایہ واپس کر دیا جائے۔ لیکن اگر تاجر کو مال فروخت کرنے میں خسارہ ہو گا تو یہ تمام بنک کو برداشت کرنا پڑے گا۔

مندرجہ بالا سطور میں غیر سودی نظام میں تجارتی بنکوں کو قائم کرنے اور ان کے ذریعے جدید دور کی تمام بنکاری ضروریات کو پورا کرنے کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس نظام کے تحت انتظامی تفصیلات حالات کے مطابق طے کرنے میں کوئی پابندی نہ ہو گی۔ (جاری ہے)

فرمان نبویؐ

"قیامت کے روز میری امت کے لوگ ایسی حالت میں آئیں گے کہ وضوء کے اثرات کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔"

(بخاری و مسلم)